حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی

سربراہ ندوۃ العلماء ۔ لکھنؤ۔

محبّ گرامی منزلت زید لطفہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ گرامی نامہ مورخہ ۲۸؍ اکتوبر کل ۷ ؍نومبر کو ملا۔ عرصہ کے بعد آپ کا اسم گرامی اور رسالہ کا نام دیکھ کر مسرت ہوئی۔ آنکھیں ہمسایہ ملک کے دوستوں اور بزرگوں کے خطوط اور تحریروں کو ترس گئی تھیں اور کسی وقت خیال ہوتا تھا کہ شاید اب زندگی میں براہ راست خط وکتابت نہ ہو سکے گی، نہایت عدیم الفرصتی میں یہ دو سطریں رفع انتظار کیلئے لکھوا رہا ہوں۔

۱۔ دنیا کے مسلمانوں کو عموماً ، اور اس تحتی براعظم کے مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ پاکستان کے اس فیصلہ سے جو مسرت ہوئی، اسکو بہت طریقہ پر اس شعر کے ذریعہ ادا کیا جا سکتا ہے، جو ایک شاعر نے بیت المقدس کی فتح پر اپنے اس قصیدہ میں کہا تھا۔ جو صلاح الدین ایوبی کی خدمت میں پیش کیا تھا ۔

ھذا الذی کانت الایام منتظر فلیوف للہ اقوام بما نذروا

(ترجمہ) یہ وہ مبارک موقع ہے جس کا زمانہ عرصہ دراز سے منتظر تھا، اب لوگ اپنی وہ منتیں پوری کریں جو انہوں نے اس وقت کیلئے مان رکھی تھیں۔

اس ایک فیصلہ نے افہام وتفہیم اور اطمینان قلب کی وہ خدمت انجام دی، جو علماء کی سینکڑوں تصنیفات اور ہزاروں تقریریں نہ انجام دے سکتیں، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام اور تبلیغ اسلام کے نام سے "احمدیت" کی تبلیغ کا جو کام کیا جاتا تھا، وہ بے اثر اور بے بنیاد ہو گیا۔

۲۔ اس فیصلہ کی اثر انگیزی اور انقلاب آفرینی کے باوجود علماء کی ذمہ داری کم نہیں ہوئی، بلکہ بڑھ گئی۔ مسئلہ کا فیصلہ اگرچہ حکومتی اور انتظامی سطح پر ہو گیا۔ لیکن علمی اور فکری سطح پر بھی اسکو مختتم کرنے کیلئے ختم نبوت کے موضوع پر بلند پایہ اور یقین آفرین سنجیدہ اور محققانہ کتابوں اور مضامین کی ضرورت ہے۔ کم سے کم عربی، اردو اور انگریزی زبانوں میں اور بڑی قابل قدر اور فاضلانہ کتابوں کی موجودگی میں جو اسوقت تک تصنیف ہوئی ہیں، اب بھی اسکی ضرورت ہے۔

حضرت والد ماجد کی خدمت میں سلام کہئے، اور دعا کی درخواست کیجئے۔

(۸؍ نومبر ۱۹۷۴ء)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اسعد صاحب

سجادہ نشین خانقاہ ہالیجی شریف سندھ

مکرم محترم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ بعد از خیریت طرفین مطلب کہ آپکا رسالہ الحق پہنچتا رہا اور آپکی یاد تازی کراتا رہا۔ مگر احقر بعض مصروفیات کیوجہ سے جواب میں تاخیر کرتا رہا اور میں اس تاخیر پر شرمندہ ہوں اور اب تو آپ نے رقعہ کے ذریعہ بھی یاد تازی کرادی۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ میں مضمون کے لکھنے سے قاصر ہوں اور نہ اتنا مطالعہ ہی ہے اور باقی اس مسئلہ (ختم نبوت) پر جو آپ کے مضامین آتے رہے پورے غور و خوض سے پڑھتا رہا اور ترجمانی کرتا رہا۔ اور کوئی تازہ احوال نہیں کہ رقمطراز ہوں ۔۔۔ بس دعاؤں میں یاد کرتے رہیں۔ اور شیخ الحدیث مدظلہ العالی کو سلام مع الدعاء بندہ کی طرف سے مشرف ہوں۔

مولانا محمد طاسین صاحب ناظم مجلس علمی کراچی

سوال ۱ کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ میں، جن حالات کے اندر، جس طریقہ سے، جو کچھ بھی فیصلہ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص اور عظیم فضل ہوا ہے۔ اس سے ایک طرف اس فتنہ کے سر پر کاری ضرب لگی اور اس کے انقلابی عزائم ملیامیٹ ہو گئے جو آگے چل کر بہت بڑی تباہی و بربادی کا موجب بنتے، دوسری طرف اس وقت مسلمان ایک بہت بڑے خون خرابے سے بچ گئے جس سے بے اندازہ جانی و مالی نقصان پہنچتا، لہذا اس پر اللہ کا جس قدر بھی شکر کیا جائے کم ہوگا۔

سوال ۲ کے بارہ میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ قادیانی فتنہ کے جو اثرات پاکستان کے اندر اور باہر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کو مٹانے اور زائل کرنے کے لئے مختلف علمی و عملی طریقوں سے بڑے پیمانہ پر منظم اور مسلسل کام کرنے کی ضرورت ہے، اجتماعی صلاح و مشورہ سے ایسے طریقے سوچے اور معلوم کئے جائیں جو اس کے لئے مفید اور موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور جن کو اختیار کرنے سے مذکورہ اثرات کا ازالہ اور خاتمہ ہو سکتا ہے۔ بہرحال کسی فتنے کے اثرات کو مٹانے اور ختم کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ فتنے کے وجود کے جو اسباب ہیں ان کو صحیح طور پر سمجھا جائے اور پھر یہ دیکھا جائے کہ ان اسباب کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان کے ازالہ کے بغیر نہ فتنہ مٹ سکتا ہے اور نہ اُس کے اثرات ختم ہو سکتے ہیں۔